Regd No L 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ:۔ الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ الفضل لاہور

یوم:۔ پنجشنبہ

یکم ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ؍؍
سہ ماہی ۷ ؍؍
ماہوار ۲/۱-۲ ؍؍

فی پرچہ ۱؍

نمبر ۱۷۱ | ۲۴ وفا ۱۳۳۱ھش - ۲۴ جولائی ۱۹۵۲ء | جلد ۶/۴۰

ضروری اطلاع

بعض غیر معمولی حالات پیش آجانے کے باعث خاتم النبیین نمبر کی اشاعت میں دو دن کا التوا ہو رہا ہے۔ یہ پرچہ ۲۵ کی بجائے ۲۷ کو اشاعت پذیر ہوگا۔ (مینیجر)

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۳ جولائی۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کی طبیعت آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

لاہور ۲۳ جولائی۔ گورنر پنجاب مسٹر اسماعیل چندریگر کل رات مری سے لاہور پہنچے۔ آپ کل پھر مری واپس تشریف لیجائینگے۔

مصری فوج نے جنرل نجیب کی قیادت میں حکومت کا تختہ الٹ دیا

شاہ فاروق کے حامی اور مخالف دستوں میں تصادم - کابینہ کو فوج کے تمام مطالبات ماننے پڑے

قاہرہ ۲۳ جولائی۔ مصری فوج نے آج صبح جنرل نجیب محمد کی قیادت میں حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اس سلسلہ میں جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے۔ کہ فوج نے قاہرہ اور اسکندریہ سمیت تمام ملک پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ جو مسافر قاہرہ سے بیروت پہنچے ہیں۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ شاہ فاروق کے حامی اور مخالف دستوں میں لڑائی چھڑی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے خبر آئی تھی۔ کہ فوج کے بعض مضبوط دستے شاہ فاروق کے محل قصر عابدین کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ملک میں فوجی انقلاب کے فوراً بعد ہلالی پاشا کی نئی کابینہ کا ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ وزیر داخلہ مرتضیٰ المراغی پاشا ایک نواحی فوجی بستی میں جنرل نجیب کے نمائندوں سے بات چیت کریں۔ چنانچہ وہ بات چیت کرنے کے لئے فوری طور پر روانہ ہو گئے۔ بعد کی خبروں سے پتہ چلا ہے۔ کہ مصری کابینہ نے فوج کے تمام مطالبات منظور کر لئے ہیں۔

قاہرہ میں فوجی انقلاب علی الصبح رونما ہوا۔ جبکہ فوجی ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں اچانک شہر میں آ داخل ہوئیں۔ انہوں نے تمام بڑی بڑی سڑکیں روک لیں۔ قومی بنک - ریڈیو اسٹیشن اور تمام اہم سرکاری عمارتوں کا محاصرہ کر لیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی کثیر تعداد میں پولیس بھی آ موجود ہوئی۔ اور فوج کی ہدایات کے مطابق شہر پر قبضہ جمانے کی دوڑ دھوپ شروع کر دی۔ بیرونی دنیا کو اس انقلاب کا اس وقت پتہ چلا کہ جب قاہرہ کا ریڈیو سٹیشن چلتے چلتے اچانک بند ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اعلان نشر ہوا۔ جو فوجی انقلاب کی خبر پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد جنرل نجیب کی طرف سے نئے کمانڈر انچیف کی حیثیت میں ایک خاص پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اس پیغام میں کہا گیا تھا۔ کہ فوج ملک میں ہر طرح امن و امان قائم رکھے گی۔ عوام تخریبی کارروائیوں اور تشدد سے پرہیز کریں۔ فوج غیر ملکی باشندوں کی سلامتی کی بھی ذمہ دار ہے۔ ان کے جان و مال کی پوری پوری حفاظت کی جائیگی۔ ملک اس وقت انتہائی نازک دور میں سے گزر رہا ہے۔ جو غیر مستحکم وزارتوں کی وجہ سے معرض وجود میں آیا ہے۔ فوج اپنے جرأت مندانہ اقدام سے مصر کی تاریخ میں ایک نئے اور سنہری باب کا اضافہ کر رہی ہے۔ اس کی کوششوں سے اب جو لوگ آگے آئے ہیں۔ ان کی لیاقت - کردار اور حب الوطنی پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ جنرل نجیب محمد کو حسین سری پاشا اپنی کابینہ میں وزیر جنگ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ لیکن شاہ فاروق نے اسکی شدید مخالفت کی اس کے بعد ہلالی پاشا کی نئی کابینہ میں بھی وہ شریک نہ کئے جا سکے۔ اسی عہدے پر شاہ فاروق کے بہنوئی کرنل اسماعیل شیریں کے تقرر کا کل ہی اعلان ہوا تھا۔

بات چیت ایسے مرحلہ میں داخل ہو چکی ہے کہ جب اعلیٰ نمائندوں کا شامل ہونا ضروری ہے

نیویارک ۲۳ جولائی۔ سلامتی کونسل کے نمائندہ کشمیر ڈاکٹر فرینک گراہم نے تجویز پیش کی ہے۔ کہ مزید بات چیت نیویارک کی بجائے کسی اور مقام پر ہونی چاہیئے۔ جس پر ہندوستان اور پاکستان کے نمائندے متفق ہوں۔ انہوں نے خود ذاتی طور پر جنیوا کو ترجیح دی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اب بات چیت ایسے مرحلہ میں داخل ہو چکی ہے۔ کہ جب اعلیٰ نمائندوں کا شریک ہونا ضروری ہے۔ نیز معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر گراہم نے جو نئے مراسلے بھیجے ہیں۔ جب تک نئی دہلی اور کراچی سے ان کا جواب نہیں آجائے گا۔ مزید بات چیت اس وقت تک بند رہے گی۔

بین الاقوامی عدالت کے فیصلے پر خوشی کا اظہار

ایران میں عام تعطیل کا اعلان

تہران ۲۳ جولائی۔ ایرانی مجلس نے بین الاقوامی عدالت کے فیصلے پر کل سارے ملک میں عام تعطیل منانے کا اعلان کیا ہے۔ یہ تعطیل اس خوشی میں منائی جا رہی ہے۔ کہ بین الاقوامی عدالت نے تیل کے قضیہ کی سماعت سے اس بنا پر انکار کر دیا ہے۔ کہ یہ معاملہ اس کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ عدالت کے اس انقلابی فیصلے سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ اس پر غور و خوض کرنے کے لئے کل برطانوی کابینہ کا اجلاس ہو رہا ہے۔

عدالتی تحقیقات آج شروع ہو رہی ہے

لاہور ۲۳ جولائی۔ سفتہ کے دن ملتان میں گولی چلنے کا جو واقعہ ہوا تھا۔ کل سے اس کی عدالتی تحقیقات شروع ہو رہی ہے۔ لاہور ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس ایم - آر کیانی تحقیقات کے لئے آج ملتان پہنچ گئے ہیں۔

ایران کے سابق وزیر اعظم قوام السلطنۃ گرفتاری کے بعد فرار ہو گئے

تہران ۲۳ جولائی۔ ایران کے سابق وزیر اعظم قوام السلطنۃ کے متعلق خبر آئی ہے۔ کہ وہ گرفتاری کے بعد فرار ہو گئے ہیں۔ انہیں آج صبح تہران سے پچاس میل کے فاصلہ پر گرفتار کیا گیا تھا۔ وہ مستعفی ہونے کے بعد سے ہی فرار ہونے کی فکر میں تھے۔ ان کے خلاف ابھی تک کسی باضابطہ الزام کی اطلاع نہیں ملی ہے۔ البتہ ڈاکٹر مصدق کے حامیوں میں سے ۳۰ آدمیوں نے ایک بل پر دستخط کئے ہیں جس میں کہا گیا ہے۔ کہ آغائے قوام السلطنۃ کی تمام جائیداد ضبط کر کے ان لوگوں کے ورثاء میں تقسیم کر دی جائے۔ جو فسادات میں گولی چلنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ آج قوم پرستوں نے بھی مظاہرے کئے۔ جن میں مطالبہ کیا گیا۔ کہ قوام السلطنۃ پر مقدمہ چلایا جائے۔ اور انہیں سزائے موت دی جائے۔ کیونکہ انہوں نے حالیہ مظاہروں میں نہایت بے دردی سے گولی چلوا کر بہت سی قیمتی جانیں ضائع کروائی ہیں۔ جو لوگ پیر کے روز مظاہرین پر گولی چلنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے۔ آج قریباً ۶۰ ہزار افراد نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ ایک جلوس پھرتا پھرتا برطانوی سفارت خانے کے سامنے سے بھی گزرا۔ مظاہرین نے مطالبہ کیا۔ کہ تہران میں برطانوی سفارت خانے کو بند کر دیا جائے۔

نئے تجارتی معاہدے کی بات چیت

نئی دہلی ۲۳ جولائی - آج صبح یہاں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان نئے تجارتی معاہدے کی بات چیت شروع ہو گئی۔

مولوی فاضل کے امتحان میں جامعہ احمدیہ کے طالب علم سید عبد الحی صاحب یونیورسٹی بھر میں اول رہے

جامعہ کے کامیاب ہونیوالے طلباء میں ایک نابینا طالب علم حافظ محمد اعظم صاحب بھی شامل ہیں

لاہور ۲۳ جولائی۔ امسال پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل کے امتحان میں جامعہ احمدیہ احمد نگر ربوہ کے طالب علم سید عبد الحی صاحب آف کشمیر ۷۰۰ میں سے ۵۲۵ نمبر حاصل کر کے پنجاب بھر میں اول رہے۔ الحمد للہ۔ جامعہ کا مجموعی نتیجہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار رہا۔ اس سال یونیورسٹی بھر میں ۲۳۰ امیدوار امتحان میں شریک ہوئے تھے۔ جن میں سے صرف ۵۱ امیدوار کامیاب ہوئے۔ اس طرح یونیورسٹی کے نتیجہ کی شرح ۲۲.۵ فی صدی رہی۔ اس کے بالمقابل جامعہ کے نتیجہ کی شرح بفضلہ تعالیٰ ۵۳.۵ ہے۔ جو یونیورسٹی کی شرح سے اڑھائی گنا زیادہ ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک پھر یہ امر بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ کہ کامیاب ہونیوالے طلباء میں حافظ محمد اعظم صاحب بھی شامل ہیں۔ جو حافظ قرآن ہونے کے علاوہ نابینا بھی ہیں۔

(جامعہ احمدیہ کا تفصیلی نتیجہ جو مکرم جناب مولانا ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے ارسال فرمایا ہے صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں) ادارہ الفضل اس نمایاں کامیابی پر جامعہ احمدیہ کے پرنسپل صاحب اور دیگر اساتذہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ اس سے بھی زیادہ شاندار روایات قائم کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی - اے - ایل - ایل - بی۔ مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ظفر اللہ خاں دنیا کی رائے عامہ کو پاکستان کا ہمنوا بنانے میں اعلیٰ درجہ کامیاب رہے ہیں

افسوس اور صد افسوس! بے لوث خدمات کا صلہ گالیوں تہمتوں اور لعنت وملامت کی شکل میں دیا جارہا ہے

اگر قائد اعظم زندہ ہوتے تو فرقہ وارانہ رجحانات اور ان کی موجودہ ہلاکت آفرینی کو ایک لمحہ کیلئے بھی برداشت نہ کرتے

★ چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ جنرل سیکرٹری گجرات مسلم لیگ کے قلم سے

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ جنرل سیکرٹری گجرات مسلم لیگ کا یہ قابل قدر مضمون روزنامہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور کی ۷ ار جولائی کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جارہا ہے:۔

ہر خیال اور عقیدے کے ملا، درآنحالیکہ اب تک ان میں باہمی دشمنی، خانہ جنگی اور بغض و عداوت کی پرانی روح قائم و دائم ہے۔ اپنے لگے بندھے کاسہ لیس اخباروں اور پست ذہنیت رکھنے والے اشخاص کو ساتھ ملا کر قادیانی احمدیوں کے خلاف زہر افشانی کرنے اور جذبات نفرت ابھارنے میں ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ روشن خیال محبان وطن کے لئے یہ امر انتہائی حیرت و استعجاب اور گھبراہٹ و بے چینی کا موجب ہے۔ عین اسوقت جبکہ خطرہ ہے کہ کہیں کشمیر کے معاملہ میں سلامتی کونسل کے ہاتھوں پاکستان کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا صدمہ اٹھانا اور دشمن کی زہر آلود انتہا پسندی سے دوچار ہونا نہ پڑے۔ ملا ایک مسلمان فرقہ کے خلاف زہرناک دشنام طرازی اور لعن طعن کے "محبوب مشغلہ" میں ہمہ تن مصروف ہے۔

قائداعظم کے کام پر ضرب

موجودہ شورش کے بانی مبانی احرار ہیں۔ نیز جماعت اسلامی کی طرف سے بھی ان کو مدد مل رہی ہے۔ یہ دونوں جماعتیں جو قیام پاکستان کی شدید مخالف تھیں۔ اس امر سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ کہ قائداعظم نے پاکستان کی جنگ تمام اسلامی فرقوں کو ایک جھنڈے تلے متحد کرکے اور ان کو ایک سیاسی وحدت میں ڈھالکر لڑی تھی۔ قائداعظم کی رائے میں ہر کلمہ گو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو مسلمانوں کے حقوق سے بہرہ ور ہونے اور مسلم لیگ کا ممبر ہونے کا حق رکھتا تھا۔ احرار مسلمانوں میں تفرقہ و فساد ڈلوا کر قائداعظم کے اس کارنامہ پر جو آپ نے کمال جانفشانی سے سرانجام دیا تھا۔ پانی پھیرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر قائداعظم کے پیدا کردہ اتحاد کو ملیا میٹ کردیا جائے تو مملکت پاکستان کی بنیادیں متزلزل ہوجائنگی اسی لئے وہ انتہائی سرگرمی سے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے اور پھوٹ ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

آزمودہ کار شخصیتیں

ایسے مواقع پر قوم کے سمجھدار اور آزمودہ کار طبقہ کی طرف سے چند ایسی عظیم المرتبت ہستیاں اٹھتی ہیں۔ جو حالات کی نزاکت کو سمجھ کر حق و صداقت کا برملا اظہار کرکے اور ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز اٹھا کر ملت کو پیش آمدہ خطرات سے خبردار کرتی ہیں۔

مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے ایسی ہی آواز ۱۹۲۴ء میں اٹھائی تھی جب حکومت افغانستان نے چند متعصب مولویوں کے کہنے میں آکر ایک قادیانی احمدی کو اس کے مذہبی معتقدات کی بناء پر سنگسار کردیا تھا آپ نے اپنے اخبار "ہمدرد" میں پرزور الفاظ میں اعلان کیا کہ قادیانی ختم نبوت کے متعلق اپنے مخصوص اعتقادات کے باوجود مسلمان ہیں۔ کیونکہ وہ آیت خاتم النبیین کا انکار نہیں کرتے بلکہ اس کی تاویل کرتے ہیں۔ مولانا نے بیان کیا تھا کہ دینیات کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی آیت کی تاویل کرنے والا کسی صورت میں بھی کافر اور ملحد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تقریباً ایسے ہی بلکہ ان سے بھی زیادہ موثر الفاظ میں مولانا محمد اسلم صاحب جیراجپوری نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگرچہ قادیانی دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں تاہم وہ ان کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے تیار نہیں۔ اپنے موقف کی تائید میں آپ نے مندرجہ ذیل آیت پیش کی تھی لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف اللہ رب العلمین یعنی اگر تم اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کو لئے بڑھاؤگے۔ تو میں تمہیں قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی نے چند ہی روز قبل اپنے پرچہ "صدق جدید" مورخہ ۵ر جون میں قادیانیوں کے متعلق اپنے نظریات بیان کئے ہیں۔ اور اعلان کیا ہے کہ دوسرے عام مسلمانوں سے شدید اختلافات رکھنے کے باوجود وہ مسلمان ہی ہیں۔ مولانا ظفر علی کے والد ماجد مولوی سراج الدین صاحب اور مولوی عبداللہ العمادی ایڈیٹر ہفت روزہ وکیل امرتسر اور دوسرے بڑے بڑے نامور اشخاص نے حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اور ان کو نہ صرف ایک عظیم المرتبت مسلمان بلکہ اپنے زمانہ میں مسلمانوں کا سب سے جری پہلوان قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس آج پاکستان میں ایسے عالی دماغ اشخاص کا فقدان ہے۔ یہ وقت ہے کہ ملک کی باا ثر شخصیتیں میدان میں نکلیں اور اس مکروہ ایجی ٹیشن کو بند کرائیں۔ جس کی اگر ابھی سے روک تھام نہ کی گئی تو یہ ان تمام دوسرے فرقوں کے لئے سخت خطرہ کا باعث ہوگی جن کی پاکستان میں اکثریت نہیں ہے اگر خدانخواستہ اس قسم کے حالات رونما ہوگئے اور پاکستان میں وسیع پیمانے پر عدم رواداری اور تعصب کی وبا پھوٹ پڑی تو یہ امر پاکستان میں ابتری اور تباہی پھیلانے کا موجب ثابت ہوگا۔ اس وقت یقیناً ہر خردمند انسان کو کف افسوس ملنا پڑے گا۔ میں تو جب ایسی صورت حال کا تصور بھی کرتا ہوں۔ تو مجھ پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

پریس

مجھے روزنامہ "آفاق" کے اداریوں کو پڑھکر بیحد دکھ ہوا وہ اپنے آپ کو پنجاب کے روشن خیال طبقہ کا ترجمان اور نمائندہ ظاہر کرتا ہے لیکن نفرت و حقارت اور فرقہ وارانہ عصبیت کا پرچار کرنے میں وہ روزنامہ "زمیندار" سے بھی بازی لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ اس کی پالیسی متعین کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو اتنا گرالیا ہے کہ وہ مفسدہ پرور ملانوں کے دوش بدوش آ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے ایک مسلمان فرقہ کے خلاف فتوے صادر کرنے شروع کردیئے ہیں اگر اس اخبار کو ان فتاویٰ کی گذشتہ تاریخ کا کچھ بھی علم ہے تو اس پر یہ امر واضح ہوجانا چاہیئے کہ ایک بھی فرقہ ملانوں کے ہاتھوں بچ نہیں سکا۔ افسوس اس اخبار نے ان اہم مسائل پر غور کرنا تو ترک کردیا ہے جو بڑی شدت کے ساتھ حکومت اور ملک کے سامنے آرہے ہیں اور غریب احمدیوں کے خلاف دشنام دہی کی "پرلذت" مہم جاری کر دی ہے۔ شاید اسلئے کہ وہ تعداد میں کم ہیں۔ یہ اخبار "ختم نبوت" کا بہت دلدادہ معلوم ہوتا ہے لیکن اسکو معلوم ہونا چاہیئے کہ مخود ملانوں کی اکثریت "ختم نبوت" کے مزعومہ اصول کو ملیا میٹ کر رہی ہے وہ اسبات پر یقین رکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جو ایک اسرائیلی نبی تھے ابھی تک آسمان پر زندہ موجود ہیں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ ظہور کرینگے اور گمراہوں میں ملوث انسانیت کو راہ ہدایت دکھلائینگے

(باقی صفحہ پر)

روزنامہ ـــــــ الفضل ـــــــ لاہور

مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۵۲ء

محرف حوالوں کا انسداد کیا جائے

کسی ملک میں خاص کر جس ملک میں تعلیم کم ہو بدامنی پھیلنے کا سب سے بڑا خطرناک ترین ذریعہ ایک دوسرے کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا ہے خاص کر جب یہ پراپیگنڈا اونچے نام والی ہستیوں کی طرف سے کیا جائے جن کا عوام کے ذہنوں پر اثر ہوتا ہے۔

ایسا پراپیگنڈا اس صورت میں زیادہ خطرناک ہوتا ہے جبکہ مخالف کے کلام کو توڑ مروڑ کر اور اس میں تحریف و تبدل کر کے پیش کیا جائے۔ اگر مخالف کے کلام کو صحیح صورت میں پیش کر دیا جائے جس سے اس کا مافی الضمیر واضح ہوتا ہے تو یقیناً جو غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں ان کی مقدار بہت کم ہو جائے۔

افسوس یہ ہے کہ آجکل جرمنی فلسفہ کے زیر اثر جھوٹے پراپیگنڈا کی بڑی قیمت لگائی جاتی ہے مخالف اپنے حریف کو بہر صورت زک پہنچانا چاہتا ہے اور کسی جائز و ناجائز طریق کو اختیار کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ اوّل تو آجکل اخلاقی فضا اتنی گرگئی ہے کہ نیک و بد کی تمیز ہی جاتی رہتی ہے۔ دوسرے اگر کسی کے دل میں نیکی کا خیال آتا بھی ہے تو وہ یہ کہہ کر دل کو تسلّی دے لیتا ہے کہ مخالف چونکہ یہ ہتھیار میرے خلاف استعمال کر رہا ہے میں کیوں نہ کروں۔ آج آپ دیکھیں گے تو ساری دنیا میں یہ فضا پھیل گئی ہے۔ معاملہ بین الاقوامی ہو تو بھی اور اگر اندرونی ہو تو بھی جھوٹے پراپیگنڈا سے کام لینا قابل نفرت نہیں سمجھا جاتا۔

ہر دو صورت میں اس سے خطرناک نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ اخلاقی گراوٹ کے مابعد برے نتائج ہیں ان کو تو جانے دیجئے۔ بین الاقوامی جھوٹ ہو یا اندرونی معاملات میں جھوٹ یہ دراصل اس تمام بے چینی کی بنیاد ہے جو اس وقت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔

بین الاقوامی جھوٹ پر قابو پانا تو موجودہ حالات میں بالکل ناممکن سا ہے کیونکہ اقوام متحدہ کی مجلس کو نہ تو تعزیری اختیارات حاصل ہیں اور اگر ہوں بھی تو اپنے فیصلوں کی تعمیل کرانے کا کوئی ذریعہ اس کے پاس نہیں ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ اندرونی معاملات میں اگر ملکی حکومت کوشش کرے تو کسی حد تک ایسا جھوٹا پراپیگنڈا جو دوسروں کے لٹریچر یا اقوال کو توڑ مروڑ کر بذریعہ تحریر یا تقریر کیا جاتا ہے بہت حد تک روکا جاسکتا ہے

اور ہمارا خیال ہے کہ پاکستان ایسے ملک میں جہاں تعلیم بہت کم ہے۔ جہاں تمام لوگ بطور خود تحقیقات کرنے کے ناقابل ہیں اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ حکومت ایسے پراپیگنڈا کو روکنے کے لئے مؤثر اقدام کرے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارے ملک میں سو فیصدی غلط فہمیاں جو مذہبی فرقوں کے خلاف عوام میں پیدا کی جاتی ہیں ان کی بنا غلط اور محرف کئے ہوئے حوالوں پر ہے جو ایک دوسرے کے خلاف منافرت پیدا کرنے کے لئے پھیلائے جاتے ہیں۔

یہ بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ مذہب جو اخلاقی اقدار قائم کرنے کے لئے نازل ہوا ہے جو دنیا سے جھوٹ کی جڑ اکھاڑنے کے لئے آیا ہے اس کی حفاظت کے دعوے سے جو لوگ کھڑے ہوتے ہیں وہ بھی اب جرمنی اصول پراپیگنڈا کے استعمال کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ بجائے اس کے کہ دوسرے کی بات کو خود اچھی طرح سمجھیں غضب یہ ہے کہ اچھی طرح سمجھتے ہوئے بھی اس میں دیدہ و دانستہ ایسی لفظی تحریف کر دیتے ہیں کہ معنی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں جو اکثر متکلم کی منشاء کے عین متضاد ہوتے ہیں۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کوئی دیندار شخص اس طرح اپنے دین کی حفاظت کیونکر کر سکتا ہے جس دین کی حفاظت کے لئے وہ کھڑا ہوا ہے اس کی جڑ تو اس نے اپنے ہاتھ سے پہلے خود ہی کھوکھلی کر دی ہے۔ دین تو سراسر حق ہے اور سراسر حق کا سہارا ہی چاہتا ہے وہ تو جھوٹ کو مٹانے کے لئے آیا ہے وہ تو جھوٹ کو ملیامیٹ کرنے کے لئے آیا ہے۔ خود اس کی نشوونما کا کس طرح ذریعہ بن سکتا ہے؟

خیر یہ بات تو ان لوگوں کے سمجھنے کی ہے جو دینداری کا اور اپنے دین کی حمایت کے لئے کھڑے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم یہاں جو بات عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر کسی ملک میں ایسی مذہبی جماعت ہونے کا دعویٰ کرنے والی جماعتیں ہوں اور وہ ایک دوسرے کو گرانے کے لئے ایک دوسرے کے لٹریچر سے غلط اور محرف کئے ہوئے حوالے پیش کر کے عوام کو ایک دوسرے کے خلاف مشتعل کرنے میں مصروف ہو جائیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک کا امن تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے عوام میں نہ تو قابلیت ہوتی ہے اور نہ شاید فرصت کہ وہ خود تحقیقات کریں۔ اس لئے دلوں میں منافرت جڑ پکڑ جاتی ہے جو بڑھ کر ایک ایسا زہریلا درخت بن جاتی ہے کہ جس سے چھو کر ہوا بھی زہریلی ہو جاتی ہے اور اس طرح فضا خراب ہوتے ہوتے تمام ملک بدامنی اور انارکی کا گہوارہ بن جاتا ہے اور حکومت کی مصیبت دو چند ہو جاتی ہے

پاکستان ایک نوزائیدہ ملک ہے اور ابھی یہاں عوام اتنے تعلیم یافتہ نہیں ہوئے کہ وہ بطور خود تحقیقات کر کے غلط اور محرف کئے ہوئے حوالوں کی جانچ پڑتال کر سکیں اور پراپیگنڈسٹ کی بد دیانتی کو معلوم کر سکیں۔ اس لئے یہاں کی حکومت کا یہ دوہرا فرض ہے کہ وہ ملک میں کسی فرقے کے خلاف ایسے غلط اور محرف کئے ہوئے حوالے نہ پھیلنے دے جو عوام میں غلط فہمیاں پیدا کر کے ان کو مشتعل کریں اور اس طرح وہ ملک میں بدامنی اور انارکی کا باعث بنیں۔

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اس وقت خاص کر پنجاب میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو عام منافرت پیدا کی گئی ہے۔ اس کی سو فیصدی وجہ یہی ہے کہ مخالفین نے احمدیہ لٹریچر سے لے کر جو حوالے پھیلائے ہیں وہ کتر بیونت کر کے ان کی سراسر ہیئت بدل کر پیش کئے ہیں۔ اس کے ثبوت کے لئے ہم حکومت کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ایک تعلیم یافتہ غیر جانبدار عادل لوگوں کا کمیشن مقرر کرے اور تمام وہ حوالے جو ٹریکٹوں کی صورت میں یا اخبارات کے مضامین میں احمدیہ لٹریچر سے لئے جانے ظاہر کئے گئے ہیں ان کی چھان بین کرے تو ہمیں کامل یقین ہے کہ کمیشن اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ سو فیصدی ایسے حوالے کتر بیونت کر کے دیدہ و دانستہ غلط فہمیاں پیدا کرنے کیلئے پھیلائے گئے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ صرف ان ہی حوالوں کی جانچ پڑتال کی جائے جو احمدیہ لٹریچر سے لئے گئے ہیں اور مخالفین ان کو ہمارے برخلاف پیش کر کے غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ جو حوالے ہم پیش کرتے ہیں ان کی بھی اسی طرح چھان بین کی جائے

جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے پاکستان کی سالمیت اور حفاظت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ ایسے زہر کو ملک میں پھیلنے سے روکا جائے جس کے نتائج سب کے لئے ہلاکت آفرین ہو سکتے ہیں۔

ایسے زہرناک حوالے پیش کرنے والوں کا ایک طریق کار یہ ہے کہ وہ ایک عبارت سے چند لفظ یا ایک فقرہ لے لیتے ہیں اور اس کے وہ معنی کر ڈالتے ہیں کہ اگر اس کو سیاق و سباق میں رکھ کر پڑھا جائے تو اس کے بالکل متضاد معنی پیدا ہوں۔ ایسا کرنے والا شاید اپنا کوئی وقتی فائدہ حاصل کر لیتا ہوگا۔ مگر ملک کی فضا خراب کرنے کے لئے یہ طریق کار زہر قاتل کا حکم رکھتا ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ اس کا انسداد کرے۔

ہمارا اصل کام تبلیغ اسلام ہے۔ ہمیں کسی ملک کی سیاست سے بطور ایک سیاسی پارٹی کے کوئی تعلق نہیں۔ ہم یورپ اور امریکہ اور دوسرے ممالک میں جہاں پادریوں اور دوسروں نے اسلام کے خلاف بدظنیاں پھیلائی ہوئی ہیں جہاں انہوں نے اسلامی لٹریچر کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو ہمارے مخالفین ہمارے لٹریچر سے کر رہے ہیں ہم ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اپنی بساط کے مطابق ہمیں کسی قدر کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں اپنے اہل وطن پر افسوس ہے کہ وہ ہمیں ایسی باتوں میں خواہ مخواہ الجھا رہے ہیں جن میں مصروف رہنے کا سوائے تضیع اوقات کے اور کوئی فائدہ نہیں۔

خدام کا بارھواں سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ہمارا بارھواں سالانہ اجتماع ۳۰-۳۱ اکتوبر اور یکم نومبر ۱۹۵۲ء کو ربوہ میں منعقد ہوگا۔ یہ اجتماع نوجوانوں کی عملی تربیت کا مظہر ہوتا ہے خدام کو اس میں اپنی علمی اور عملی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس اجتماع میں شمولیت کے لئے خدام کو ابھی سے تیاری کرنا چاہئیے۔

اجتماع پر اخراجات کے لئے مرکز کو چار پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس وقت تک مرکز میں صرف سوا صد روپیہ موصول ہوا ہے۔ زعماء اور قائدین حسب شرح چندہ اجتماع کی وصولی کر کے جلد دفتر میں بھجوا دیں۔ تاکہ دفتر کماحقہٗ وقت پر اشیاء خرید سکے۔

معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

جماعت احمدیہ کے خلاف تازہ ایجی ٹیشن

ہندوستان کے پاکستان دشمن حلقوں کی نظر میں

(از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی)

احرار کا پھیلایا ہوا انتشار موجودہ وقت میں ملک و قوم کے لئے سم قاتل ہے۔ چنانچہ ان کی اس منافرت ہی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ ہندوستان کے پاکستان دشمن حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور وہ یہ خیال کرنے لگے ہیں۔ کہ اب پاکستان میں انار کی پھیلنے والی ہے۔

کچھ عرصہ سے احراریوں نے پاکستان میں فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دے کر خانہ جنگی کا دروازہ کھولنے کی خطرناک مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سب سے پہلے جماعت احمدیہ کو نشانہ بنایا ہے۔ اور احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو وزارت خارجہ سے الگ کروانے کے مطالبات شروع کر رکھے ہیں۔ ان دونوں مطالبات کے پیچھے سیاسی اغراض کے سوائے اور کچھ بھی نہیں۔ حکومت پنجاب کے ایک حالیہ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ احراریوں نے بعض ایسے پوسٹر بھی چھپوائے تھے کہ جن میں مسلمانوں کو اس امر کی تلقین کی گئی تھی کہ وہ احمدیوں کے مبلغین کو قتل کر دیں اور ان کی مساجد پر قبضے جمالیں۔ اس سے قبل راولپنڈی اور اوکاڑہ وغیرہ مقامات پر بعض احمدیوں کو شہید بھی کیا جا چکا ہے۔ اور سمندری ضلع لائلپور کی احمدیہ مسجد کو نذر آتش بھی کیا جا چکا ہے۔ جب احراریوں کی اشتعال انگیزیاں حد سے بڑھ گئیں اور پاکستان کے امن کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ تو حکومت نے مجبور ہو کر بعض اضلاع میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا اور بعض فتنہ پردازوں کو گرفتار کر لیا۔ احراریوں نے عام مسلمانوں کو اپنی ان شر انگیزیوں سے دھوکہ میں رکھنے کے لئے ختم نبوت کا سوال پیدا کر دیا۔ احرار کا اصل مقصد یہی ہے کہ لوگوں میں انتشار پھیلا کر اپنا اُلّو سیدھا کیا جائے۔ چونکہ خان لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد پاکستان کی لیڈر شپ کمزور سمجھی جاتی ہے اسلئے احراریوں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر سر اٹھایا ہے۔ ورنہ اگر ان کے احمدیوں سے متعلق یہ مطالبات دیانتداری پر مبنی ہوتے۔ تو جب قائد اعظم نے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو وزارت خارجہ کا قلمدان دیا تھا۔ یہ اسوقت اعلان کر دیتے کہ ہم اس کے مخالف ہیں احمدی مسلمان نہیں۔ اس لئے چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت میں نہ لیا جائے۔ احراری خوب جانتے تھے اسوقت پاکستان کی لیڈر شپ ایک مضبوط ہاتھ میں تھی۔ اگر اس وقت ایسا مطالبہ کرتے اور ملک میں انتشار پھیلانے کی کوشش کرتے۔ تو حضرت قائد اعظم کا مضبوط ہاتھ انہیں مسل کر رکھ دیتا۔

اس کے بعد احراریوں کے لئے دوسرا موقعہ وہ تھا۔ جب انہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس وقت چاہیئے تھا کہ وہ خان لیاقت علی خان کے سامنے یہ مطالبہ کرتے کہ جب تک احمدی مسلم لیگ میں اور چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب حکومت میں شامل ہیں۔ وہ مسلم لیگ کے ممبر نہیں بن سکتے۔ لیکن احراری اس سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ اس وقت ان کے ایسے مطالبات ان کے لئے مسلم لیگ کے دروازے بند کر دیتے اس لئے انہوں نے اس موقعہ پر بھی ان مطالبات کا نام نہ لیا۔ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے عقائد تو اب بھی وہی ہیں۔ جو پہلے تھے۔ اب اگر احرار کو چوہدری صاحب کا فکر لاحق ہو رہا ہے ہیں۔ تو اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اب انہیں قائد اعظم ایسا راہنما اور خان لیاقت علی خان ایسا کوئی لیڈر نظر نہیں آتا۔ اس وقت جذبات کی رو میں بہہ کر عام مسلمان خواہ کچھ کہیں، لیکن جب آندھی ختم ہو جائے گی۔ اور لوگ سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کریں گے تو ان پر یہ امر واضح ہو جائے گا کہ احرار کا پیدا کردہ مسئلہ ختم نبوت محض اقتدار حاصل کرنے کا ایک بہانہ تھا احمدی ختم نبوت کے منکر نہیں۔ البتہ اس کی تشریحات میں انہیں موجودہ علماء سے ضرور اختلاف ہے اور کسی مسئلہ کی تشریح کے اختلاف کو وجہ کفر قرار دینا کہاں کا اسلام ہے؟ اور اسکی بناء پر ملک کے امن کو برباد کرنے کی کوشش کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ اور پھر عالم لوگ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ احمدیہ جماعت کی ختم نبوت کی تشریح ایسی ہے .... جس کی تصدیق بزرگان سلف صالحین کے ارشادات سے بھی ہوتی ہے

احرار کا پھیلایا ہوا انتشار موجودہ وقت میں ملک اور قوم کے لئے سم قاتل ہے۔ چنانچہ ان کی اس منافرت کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ہندوستان کے پاکستان دشمن حلقوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے اور وہ یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ اب پاکستان میں انار کی پھیلنے والی ہے۔ نیز ان کو یہ کہنے کی جرأت ہو رہی ہے کہ پاکستان کی کابینہ میں بھی شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ جالندھر سے شائع ہونے والے ایک ہفتہ وار گورمکھی اخبار آشا نے لکھا ہے کہ:-

پاکستان میں بغاوت کا آغاز

"پاکستان کے وزراء کے درمیان کشمکش شروع ہو گئی ہے۔ سر ظفر اللہ نے پاکستان دستور ساز اسمبلی کی بیسک پرنسپلز کمیٹی سے استعفٰی دیدیا ہے یہ کوئی یونہی اٹھایا ہوا قدم نہیں اسکے پیچھے وزراء کی باہمی کشمکش پوشیدہ ہے۔ اور کوئی حیرانی کی بات نہیں ہوگی اگر ایک دن صبح کے وقت ہی یہ خبر آجائے کہ سر ظفر اللہ وزارت سے الگ ہو گئے ہیں۔ اور کراچی کے حالیہ فسادات سے آنے والے حالات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے"۔

(ترجمہ از اخبار آشا جالندھر ۱۳ مئی ۱۹۵۲ء)

ایک ہندوستانی اخبار کو یہ کہنے کی جرأت کیوں ہوئی کہ پاکستانی وزراء میں کشمکش پائی جاتی ہے نیز اس نے مرکزی وزراء پر کیوں ایسا گندہ اور جھوٹا الزام دیا کہ وہ قائد اعظم مرحوم کی وصیت اتحاد تنظیم اور یقین محکم کو نظر انداز کر کے اس کشمکش کو ہوا دے رہے ہیں۔ اگر ان باتوں پر غور کیا جائے تو اس کا ایک ہی سبب معلوم ہوگا اور وہ یہی احرار کا پھیلایا ہوا انتشار ہے۔ کیونکہ بعض احراری لیگ میں اس خیال سے شامل ہوئے تھے کہ اس کے اندر داخل ہو کر اسکو ختم کیا جائے اور اب وہ اپنے اس پروگرام کو عمل میں لا رہے ہیں۔

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے۔ خان لیاقت علی خان کی پیش کردہ قرارداد مقاصد میں یہ بات صاف مرقوم ہے کہ پاکستان کا ہر شہری اپنے عقائد میں آزاد ہوگا۔ اور ہر شخص کو اپنے عقاید کی اشاعت کی آزادی حاصل ہوگی۔ مگر احرار کی موجودہ روش سے پاکستان کی اقلیتوں کو فکر پیدا ہو رہی ہے چنانچہ حال ہی میں ایک عیسائی اخبار نے لکھا ہے کہ:

"اسی طرح احمدیوں کے خلاف احراریوں نے جو طوفان برپا کیا ہے۔ وہ پاکستان سے باہر بھی اس ملک کی بدنامی کا باعث بن رہا ہے۔ چنانچہ ایک ہندوستانی اخبار کا بیان ہے

"پاکستان میں احمدیوں کے خلاف سخت طوفان بدتمیزی بپا ہے"

(اخبار شیر پنجاب دہلی ۲۲ جون ۱۹۵۲ء)

ایک اور ہندوستانی گورمکھی رسالہ نے لکھا ہے

"پاکستان کے وزیر اعظم لیاقت علی کی وفات کے بعد وہاں کے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم بنے اور مسٹر غلام محمد گورنر جنرل مقرر ہوئے خواجہ ناظم الدین صاحب بنگالی ہیں اور مسٹر غلام محمد کی کوئی بڑی بھاری شخصیت نہیں کہ وہ پاکستان کی پبلک کا اعتماد حاصل کر سکیں۔ سر ظفر اللہ خان وزیر خارجہ ہیں۔ آپ بہت قابل ہیں اور بہت شہرت کے مالک ہیں۔ مگر قادیانی ہونے کی وجہ سے کٹر مسلمان آپ کے بہت خلاف ہیں۔ یہاں تک کہ کراچی میں قادیانیوں کے جلسہ میں جس میں سر ظفر اللہ خان صاحب کی بھی تقریر تھی، متعصب مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔ فساد کرنیوالوں کے خلاف کچھ سختی کی گئی۔ تو جگہ جگہ پر قادیانیوں کے خلاف شور برپا ہو گیا۔ آخر حکومت نے جلسوں اور جلوسوں کو روکنے کی غرض سے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا۔ لیکن پھر بھی احراریوں نے سرگودھا۔ گجرات۔ گوجرانوالہ وغیرہ مقامات پر جلسے کر کے دفعہ ۱۴۴ کو توڑ دیا قادیانیوں کے خلاف اتنا اشتعال پھیلایا گیا ہے کہ انہیں کافر کہہ کر غیر مسلم اقلیت کی پابندیوں میں جکڑنے کا مطالبہ شروع کر دیا گیا ہے .....

الغرض پاکستان کے امن کو قائم رکھنے کے لئے وہاں کسی بڑی شخصیت کی لیڈر شپ نہیں۔ اس لئے بدامنی اور باہمی سر پھٹول کا آغاز ہو رہا ہے .....

..... ہمیں ماسٹر تارا سنگھ کی دوربین نگاہ ٹھیک نظر آ رہی ہے کہ پاکستان تیزی سے بدامنی کے گڑھے کی طرف دوڑا جا رہا ہے"۔

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی جولائی ۱۹۵۲ء)

رسالہ سنت سپاہی کے اس مندرجہ بالا نوٹ میں ماسٹر تارا سنگھ صاحب کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ماسٹر صاحب نے پاکستان کے متعلق ابھی حال ہی میں یہ بیان دیا ہے:-

"پاکستان کی کمزوری کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے لیڈروں میں پھوٹ ہے۔ لیاقت علی کی موت کے بعد کسی کی لیڈر شپ قائم نہیں ہوئی یہ کمزوری پاکستان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے"۔ (اخبار پربھات جون ۱۹۵۲ء)

پاکستانیوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ

پاکستانی بھائیو! آپ جانتے ہیں کہ کسی بھی ملک کے باشندوں میں انتشار کا پھیل جانا ہلاکت اور تباہی کو قریب لانے کا باعث بنتا ہے۔ ہمارا ملک بے شک سب سے بڑی اسلامی مملکت ہے لیکن

اس کے سامنے ابھی بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کا حل نہایت ضروری ہے۔ کشمیر کا مسئلہ جو پاکستان کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ درمیان میں لٹک رہا ہے۔ پناہ گزینوں کی آبادی بھی قابل تکمیل ہے اس کے علاوہ اور متعدد ایسے تعمیری پروگرام ہیں جو ابھی تکمیل نہیں ہوئے۔ ایسے وقت میں پاکستانیوں کا فرقہ وارانہ جھگڑوں میں الجھ جانا کئی قسم کے خطرناک نتائج پیدا کرنے کا موجب بن سکتا ہے۔ افغانستان کی روش بھی ہمارے لئے بے حد تکلیف دہ ہے۔ ہمارا یہ ہمسایہ ملک غیروں کی کٹھ پتلی بن کر ہمیں نقصان پہنچانے میں کوشاں ہے۔ ہماری باہمی منافرت اور انتشار سے اس کی اس تکلیف دہ روش میں اور بھی اضافہ ہوگا۔ بھارت کے لوگ بھی ہماری طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں۔ مشہور سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ تو ہمارے انتشار میں اپنی قوم کے لئے زندگی کا پیغام یقین کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ایک مضمون میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:۔

"پاکستان میں گڑبڑ آ گئی ہی سمجھو۔ خواہ یہ گڑبڑ لڑائی سے آئے خواہ بغیر لڑائی کے۔

پاکستان میں جب گڑبڑ ہوگی تو ہماری حکومت بھی مشکلات میں پھنس جائیگی تمام بھارت کے لوگ شور مچائیں گے کہ مارو اور ختم کرو پاکستان کو جو ہمارا پکا دشمن ہے۔ دوسری طرف سے ہماری حکومت کو امریکہ۔ انگلستان وغیرہ کا ڈر ہوگا۔ اور ہماری حکومت پاکستان کو ختم کرنے کا حوصلہ نہ کر سکے گی۔ اس طرح ہماری حکومت دونوں طرف پھنس جائے گی۔ اگر پاکستان پر حملہ کرے۔ تو امریکہ وغیرہ کا خطرہ۔ اور بین الاقوامی جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ۔ اور اگر نہ کرے تو خود بھارتی سختی سے اسکے گلے پڑ جائینگے اور اپنی حکومت کو ہی پلٹ دیں گے اس طرح دونوں طرف سے پھنسی ہماری حکومت کے لئے صرف ایک راستہ ہے کہ وہ ہمیں اندر اندر ہی تیار کرے کہ ہم پاکستان کو ختم کر دیں۔ ہمارے پاکستان کو ختم کر دینے سے کوئی بین الاقوامی جھگڑا پیدا نہیں ہو سکتا ہم تو یہاں کے باشندے ہیں۔ اور ہماری یہاں جائدادیں ہیں۔ جو ابھی بھی ہمارے نام ہی ہیں۔ پاکستان سے آئے ہوئے لوگوں کا وطن پاکستان ہے۔ اور ہمیں اپنے وطن کی نالائق حکومت یا ظالم حکومت کو بدلنے کا حق ہے۔ اس میں کوئی ملک دخل نہیں دے سکتا۔ دوسرا حق ہے تمام سکھوں کا۔ پناہ گزینوں کے علاوہ جو سکھ ہیں ان کا ننکانہ صاحب بھی پاکستان میں ہی ہے۔ اور یہودیوں کو فلسطین اس وجہ سے دیا جا سکتا ہے کہ ان کا ابتدائی مقدس مقام وہاں ہے تو سکھی کا جنم بھی تو ننکانہ صاحب میں ہی ہوا ہے۔ فلسطین میں اس وقت یہودیوں کی آبادی صرف ۵۰۰۰۰ تھی اور مسلمانوں کی آبادی ۷ لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔

اس لئے بین الاقوامی پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے اور ملک کا دشمن ختم کرنے کے لئے ہماری حکومت کے پاس صرف ہمیں تیار کرنے کا راستہ ہی رہ جاتا ہے۔ اگر ایسی حالت میں بھی ہماری حکومت کے لیڈر جھجکتے رہیں گے تو ان کا اثر جاتا رہے گا۔ کیونکہ تمام ملک ہمارے پیچھے ہوگا۔ اس صورت میں ہندو سکھ مل کر پاکستان کو فتح کریں گے۔ اس میں زیادہ حصہ سکھوں کا ہوگا۔ اس فتح سے سکھوں کی ترقی کا راستہ پیدا ہوگا"۔

ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی اکتوبر ۱۹۵۱ء

ماسٹر صاحب نے اپنے اس خیال کو اپنے دوسرے مضامین میں بھی مختلف طریقوں سے لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ سنت سپاہی۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء و فروری ۱۹۴۹ء و جنوری ۱۹۵۰ء و اپریل ۱۹۵۰ء وغیرہ)

ماسٹر تارا سنگھ نے اپنے اس ناپاک ارادہ کو عملی صورت میں لانے کے لئے اپنی قوم کے سامنے پیر خالصہ دل کے نام پر ایک سکیم بھی پیش کر رکھی ہے۔ جس میں ۱۹ سال سے لے کر ۵۹ سال کی عمر تک سکھوں کو بھرتی کیا گیا ہے اور انہیں فوجی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ تا جب ہند، پاکستان میں جنگ شروع ہو یا خود پاکستان خانہ جنگی میں مبتلا ہو جائیں۔ تو اس وقت ماسٹر صاحب پیر خالصہ دل کے منظم اور تربیت یافتہ دس بارہ ہزار سکھوں کو مسلح کر کے کسی نہ کسی راستہ سے پاکستان میں داخل کر دیں۔ جو پاکستان میں آکر مسلمانوں کا کشت و خون شروع کر دیں (ملاحظہ ہو رسالہ سنت سپاہی فروری ۱۹۵۰ء)

احرار کے پھیلائے ہوئے موجودہ انتشار کے پیش نظر سکھوں کا ایک قافلہ بکالہ سے روانہ ہو چکا ہے۔ اور بغیر کسی پرمٹ اور اجازت کے پاکستان میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ یہ قافلہ ننکانہ صاحب جانے کے لئے آ رہا ہے (ملاحظہ ہو رسالہ سنت سپاہی جولائی ۱۹۵۲ء و اخبار ۲۸ جون ۱۹۵۲ء و اخبار تیج دہلی ۲۲ جون ۱۹۵۲ء) حالات کے پیش نظر تمام پاکستانیوں ۔۔

غلط اور محرف کئے ہوئے حوالوں کو شائع کرنا

جس سے غرض محض اشتعال انگیزی ہو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے

ان دنوں اخبارات میں جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے ایسے غلط اور محرف کئے ہوئے حوالے کثرت سے شائع کئے جاتے ہیں۔ جن سے مطلب کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے یہ ایک عظیم فتنہ ہے جو محض اشتعال انگیزی کے لئے مخالفین دیدہ دانستہ اکھاڑ رہے ہیں بلکہ بعض ایسے ٹریکٹ بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ جن میں غلط اور محرف کئے ہوئے حوالے درج کئے جاتے ہیں انکو جماعت احمدیہ یا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالے کے نام سے شائع کیا جانا ظاہر کیا جاتا ہے۔ پریس کا نام بھی اکثر پر نہیں ہوتا۔

یہ سخت بد دیانتی ہے حکومت کو چاہیئے کہ غلط اور محرف کئے ہوئے حوالے شائع کرنے والوں کا تدارک کرے اور کوئی ایسا قانون پاس کرے جو ایسے حوالے شائع کرنے والوں کو سزا کا مستوجب قرار دے سکے جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ مستفسرین کو صحیح حوالے دکھانے کا انتظام کریں۔

سب سے بڑا افسوس یہ ہے کہ مدیران جرائد بھی مخالفین کے ایسے غلط محرف کئے ہوئے حوالے لکر ان پر زوردار مقالے لکھ مارتے ہیں حالانکہ ان کا فرض ہے کہ جب تک اصل کتاب سے حوالہ نہ پڑھ لیں۔ اس وقت تک اپنے خیالات کا اظہار نہ فرمائیں۔ کیونکہ اس سے ملک میں سوائے منافرت پھیلانے کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کا چندہ

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی عمارت کے لئے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت طلباء و اساتذہ میں نظارت بیت المال کی مطبوعہ رسید بکیں تقسیم کی گئی تھیں اس کے ذریعہ وہ موسمی تعطیلات میں عمارت سکول کیلئے مبلغ تیس ہزار روپیہ تک چندہ فراہم کریں گے احباب کی اطلاع و تعاون کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

ہم کو اپنے مستقبل کے متعلق سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے۔ اگر انہوں نے اپنے ملک کی باگ ڈور احراریوں کے ہاتھ میں سونپ دی تو پھر اس ملک کی خیر نہیں۔ ان کی فتنہ بازی تو ایک مسلم حقیقت ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ہر پاکستانی کو اپنے قائد اعظم مرحوم کا پیغام

اتحاد۔ تنظیم۔ اور یقین محکم

پیش نظر رکھنا چاہیئے اس سے ہم ہر قسم کے انتشار سے بچ سکتے ہیں

دعائے مغفرت

برادرم بشیر احمد صاحب قمر واقف آف چار کوٹ متعلم مدرسہ احمدیہ احمد نگر کی والدہ محترمہ قریباً دو ماہ کی علالت کے بعد کالا کیمپ ضلع جہلم میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

نظام الدین احمد نگر ضلع جھنگ

تجدید دین اور علامہ اقبال

اقبال اسلام کے جلالی ظہور سے زیادہ اب اس کے جمالی ظہور کے دیکھنے کا خواہشمند ہے۔ وہ اسلام کی روحانی بنیادوں پر آجکل کی تمام تمدنی بنیادوں کا حل چاہتا ہے یہ کام محض عقل کی امداد سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے کسی روحانی پیشوا اور مذہبی راہنما کی ضرورت ہے۔ جو مؤید من اللہ ہو

(از مکرم جنید ہاشمی صاحب)

ایک دفعہ کسی صاحب نے علامہ اقبال سے پوچھا۔ "آپ کے اشعار نے تو ہندوستان میں آزادی کی روح پھونک دی ہے۔ لیکن آپ تو کچھ بھی عملی جدوجہد نہیں فرماتے"۔ علامہ نے بے ساختہ جواب دیا۔ "شعر کا تعلق عالم علوی سے ہے۔ چنانچہ جب میں شعر کہتا ہوں۔ تو عالم علوی میں ہوتا ہوں۔ لیکن یوں تو میرا تعلق عالم اسفل سے ہے۔ اس لئے تم میرے اشعار اور میرے عمل میں کس طرح مطابقت دیکھ سکتے ہو؟" ؎

اقبال بڑا اپدیشک ہے۔ من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا۔ کردار کا غازی بن نہ سکا

علامہ اقبال کا یہ بیان بظاہر خاکساری یا کسر نفسی پر مبنی ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو یہی وہ بڑا فرق ہے۔ جو ایک خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبی و مامور اور ایک شاعر انقلاب و آزادی کے درمیان ہو سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا مرسل یا مامور جو کہتا ہے۔ وہ اپنے کردار و عمل سے بھی اسے ثابت کرتا ہے۔ لیکن ایک شاعر جو کہتا ہے۔ ضروری نہیں۔ اس پر عمل بھی کرتا ہو۔

قرآن کریم کی رو سے نبی اور شاعر میں یہی فرق بیان کیا گیا ہے۔ کہ شاعر کی عام کیفیت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ جو کچھ کہتا ہے۔ اس پر عمل نہیں کرتا۔ وہ ہر چیز کے متعلق مختلف حالات میں مختلف قسم کی باتیں کہتا ہے۔ اس کے تاثرات میں یکرنگی نہیں ہوتی۔ ایک ہی منظر کو بیان کرتے وقت کبھی وہ مسرت کا اظہار کرتا ہے۔ اور کبھی تمام کائنات کو افسردہ بنا دیتا ہے۔ زندگی کی وادیاں لامتناہی ہیں۔ اور تصورات و تاثرات میں وہ ہر زہ گرد ہے۔ اس کا کوئی مقام اور مسکن نہیں۔ فی کل واد یہیمون کا مظہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک شاعر رہنمائی کا کام نہیں کر سکتا۔ خود اقبال کے نزدیک آمد شعر کی مثال ایسی ہے۔ جیسے تحریک جنسی کی ...... شاعر اگر چاہے بھی تو اسے روک نہیں سکتا۔" ؎

مشو منکر کہ در اشعار این قوم
ورائے شاعری چیزے دگر ہست

لیکن ایک مرسل من اللہ کا کام تو صرف قول و تلقین سے ہدایت کرنا ہوتا ہے۔ بلکہ وہ جیتے جاگتے کرتا ہے۔ کہ اس کی گذشتہ عمر اور رفتہ زندگی کے اعمال و کردار عین مطابق منشائے الٰہی تھے فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون۔ کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہوتی۔ اس لئے ایک مجمع خلائق اس کے فعل و عمل کو دیکھ کر اور قول و وعظ کو سن کر ایمان لے آتا ہے۔

علامہ اقبال اور تجدید دین

اگرچہ علامہ اقبال کا درجہ بحیثیت شاعر اور حکیم نکتہ داں بہت بلند ہے۔ لیکن ہمیں یہ یقین کرنے میں تامل ہے۔ کہ وہ روحانیت اور مذہبیت کے بھی شناور تھے یا صحیح اسلامی روح کے بارے میں ان کے ارشادات قابل سند ہو سکتے ہیں۔ تاہم جب کبھی بھی انہوں نے حیات انسانی۔ فطرت۔ تقدیر کے اسرار و رموز بے نقاب کئے ہیں۔ اور صحیح اسلامی روح تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے تحت الشعور ہی سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ وہ ملت اسلامیہ میں "تجدید دین کی خاطر نئے نئے مقاصد پیش کرنے والے" مجددین۔ مصلحین وغیرہ کی آمد کے قائل تھے۔ تاکہ اسلام میں حرکت و عمل کی روح کبھی فنا نہ ہونے پائے۔

اقبال کے نزدیک اصول اسلام کے تخلیقی ارتقاء کا یہی اقتضاء تھا۔ کہ کیفیات معراج کے دروازہ کو ہمیشہ کے لئے کھلا رکھا جائے۔ تاکہ حقیقت محمدی کا پرتو ہر زمانے میں موجود رہے۔ ؎

عروجِ آدم خاکی کے منظر ہیں تمام
یہ کہکشاں۔ یہ ستارے۔ یہ نیلگوں افلاک

اقبال نے بار بار اسی امر کی طرف رمز و کنایہ سے سمجھایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عروج آدم خاکی تھے۔ اور ان کے پرتو اور ظل مستقبل میں ہر زمانہ اور دور میں ظاہر ہوتے رہیں گے۔ تاکہ یہ فیضان جاری و ساری رہے۔ پھر اقبال کے نزدیک انسان کامل کا تصور اس کے خلافت الٰہیہ کے اسلامی تصور پر مبنی ہے۔ انسانی ہستی ذات باری کی خارجی ظلی شکل ہے۔ جس کا اعلیٰ ترین نمونہ دنیا کے لئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حقیقت محمدی ہر زمانہ میں مختلف ناموں اور لباسوں کے تحت جلوہ گر ہوتی ہے۔ مگر اقدار حیات کی تخلیق کا دور جاری نہ رہے۔ تو تمدن سکونی اور جامد ہو جائے۔ اقبال نے قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کے متعلق جابجا اشارے کئے ہیں۔ اور بار بار یہ نظریہ دہرایا ہے۔ کہ کسی قوم کو نئے سرے سے زندہ کرنے کے لئے کسی راہبر ربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

"جس طرح ایک جسم ذوی العقول مریض ہونے کی حالت میں بعض دفعہ خود بخود بلا ارادہ اپنے اندر ایسی قوتوں کو برانگیختہ کر دیتا ہے۔ جو اس کی تندرستی کا موجب بن جاتی ہے۔ اسی طرح ایک قوم جو مخالف قوتوں کے اثرات سے سقیم الحال ہو گئی ہو۔ بعض دفعہ خود بخود رد عمل قوتوں کو پیدا کر لیا کرتی ہے۔ ...... مثلاً قوم میں کوئی زبردست دل و دماغ کا انسان پیدا ہو جاتا ہے۔ یا ایک ہمہ گیر مذہبی اصلاح کی تحریک بروئے کار آتی ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ ...... قوم کو نئے سرے سے زندہ کر دیتے ہیں۔" (ملت بیضا پر عمرانی نظر)

فلسفہ خودی کا سرچشمہ

اگر ہم اقبال کے فلسفہ خودی کے سرچشمہ کا کھوج لگانا چاہیں۔ تو ہمیں خالص اسلامی روایات کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ قرآن کریم میں انفرادی شخصیت کی فضیلت و برتری کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً ذات باری نے فرشتوں کو آدمؑ کے لئے سجدہ کا حکم دیا ہے۔ انسان کو نیابت الٰہی کا حقدار ٹھیرایا ہے۔ اسے احسن تقویم کہا ہے۔ اور لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ قرار دیا ہے۔ اقبال کے نزدیک جس طرح انفرادی خودی کے اجزاء آہستہ آہستہ منتشر ہوتے ہیں۔ اسی طرح قوموں کی خودی بھی احتیاج و غلامی سے ضعیف و مضمحل ہو جاتی ہے۔ اور اس خودی کو زندہ کرنے کے لئے وہ انسانِ کامل اور مردِ مومن کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اقبال کے "انسانِ کامل" اور نطشے کے "فوق البشر" میں یہی بنیادی فرق ہے۔ کہ اقبال کا "انسان کامل" زندگی میں اعلیٰ اقدار کی تخلیق کرتا رہتا ہے۔ اور اس کا فیضان مختلف ادوار و ازمان میں جاری رہتا ہے۔ برخلاف اس کے نطشے کا قول ہے۔ کہ "خدا مر گیا۔ تاکہ فوق البشر زندہ رہے۔" اقبال کے مردِ مومن کے جلوے کے لئے ستاروں کی آنکھیں صدیوں وقفِ انتظار رہتی ہیں:۔

تو کیستی زکجائی کہ آسمان کبود
ہزار دیدہ براہِ تو از ستارہ کشود

اقبال خودی کی تکمیل کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔ کہ ایک مشترک آئین اور جماعتی نظام ہو۔ جس کا ایک مرکز ہو۔ تاکہ مسلمانوں کی قوم نکبت و ادبار سے نجات حاصل کر سکے۔ اور اسی جماعتی زندگی سے وابستگی کی بدولت خزاں رسیدہ چمن بھی امید بہار رکھ سکتا ہے۔ ؎

ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

ظاہر ہے کہ اس جماعتی نظام اور اجتماعی زندگی کو ایک سلک میں پرونے کے لئے کسی خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی ضرورت ہے۔ اور جس کے انتظار کے لئے صدیوں کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

انقلاب کا اصل محرک

اقبال کے نزدیک آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت اس لئے ختم ہو گئی۔ کہ انہوں نے انسانیت کو ایک ایسا نظام زندگی دیا۔ جو عقل پر مبنی ہے۔ معجزات کی ضرورت اس لئے باقی نہیں کہ انسانی عقل اب اپنی فلاح و بہبود کے وسائل خود متعین کر سکتی ہے۔ انسانی عقل ہی اب تمام امور کے لئے آخری معیار قرار پاتی ہے۔ اندھی تقلید نہیں۔ بلکہ عقلی غور و فکر فطرت کا مطالعہ انسانیت کے لئے اصلی سرچشمۂ ہدایت ہے۔ لیکن ساتھ ہی اقبال کے نزدیک (برخلاف مارکس کے قول کے) انقلاب محض مادی نہیں ہوتے۔ بلکہ انقلاب کا اصل محرک دراصل وہ روحانی۔ مذہبی اور اخلاقی انقلاب ہوتا ہے۔ جو نفسِ انسانی میں واقع ہوتا ہے۔ اور داخلی نفسی انقلاب کے باعث خارجی دنیا میں بھی انقلاب رونما ہوتا ہے۔ پیغمبروں نے جو عظیم الشان اثرات مرتب کئے ہیں۔ وہ ان عمیق روحانی انقلابات کا نتیجہ ہیں۔ جو ان برگزیدہ ہستیوں کے نفوس سے واقع ہوئے۔ اقبال اپنی ان تعلیمات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک امت وسطیٰ کی ضرورت سمجھتا ہے۔ وہ اسلام کے جلالی ظہور سے زیادہ اب اس کے جمالی ظہور کے دیکھنے کا خواہشمند ہے۔ وہ اسلام کی روحانی بنیادوں پر آج کل کی تمام تمدنی بنیادوں کا حل چاہتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہ کام محض عقل کی امداد سے سرانجام نہیں پا سکتے: بلکہ اس کے لئے کسی روحانی پیشوا اور مذہبی رہنما کی ضرورت ہے۔ جو مؤید من اللہ ہو اور جس کی اطاعت میں قوم یک جان و دو قالب ہو کر اس اطمینان قلبی سے کام کر سکے۔ کہ ہم کسی غلط کاری میں نہیں پڑیں گے۔ مبارک ہیں وے جو عقل کو بروئے کار لاتے ہوئے وقت کے امام کو پہچانیں۔ ورنہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(مسیح موعود علیہ السلام)

زکوٰۃ ——— اور ——— مستورات

جن مستورات کے پاس قابل زکوٰۃ زیورات ہیں۔ لیکن وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں۔ ان کے متعلق احادیث شریف میں سخت تہدید آئی ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف جلد ۱ ص ۹۰ میں یوں مذکور ہے۔ عن زینب امرأۃ عبد اللّٰہ قال خطبنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یا معشر النساء تصدقن ولو من حلیکن فانکن اکثر جہنم یوم القیامۃ

(ترجمہ) عبد اللہ کی بیوی زینب سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اے عورتوں کے گروہ! تم ضرور صدقہ (زکوٰۃ) ادا کیا کرو خواہ زیوروں سے ہی ہو۔ کیونکہ قیامت کے دن جہنمیوں میں تمہاری اکثریت ہوگی۔

دوسری جگہ اس کی تفصیل یوں آئی ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو عورتیں آئیں۔ جن کے ہاتھوں میں سونے کے دو کڑے تھے۔ تو حضور نے ان سے دریافت کیا۔ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرتی ہو۔ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا تم پسند کرتی ہو۔ کہ تم کو قیامت کے دن سونے کے بجائے آگ کے کڑے پہنائے جائیں۔ جس پر ان دونوں عورتوں نے فوراً زکوٰۃ ادا کر دی (ترمذی جلد ۱ ص ۹۰ بیان الزکوٰۃ)

اس حدیث کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک فتویٰ درج کیا جاتا ہے۔

"جو زیور استعمال میں آتا ہے۔ اس کی زکوٰۃ نہیں۔ اور جو زیور رکھا رہتا ہے اور کبھی کبھی پہنا جائے۔ اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ جو زیور پہنا جائے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لیے دے دیا جائے۔ بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے۔ کہ اس کی زکوٰۃ نہیں اور جو زیور پہنا جائے۔ اور دوسروں کو استعمال کے لیے نہ دیا جائے اس پر زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔ کہ وہ اپنے نفس کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں۔ جو زیور روپیہ کی طرح رکھا جائے۔ اس کی زکوٰۃ میں کسی کو اختلاف نہیں۔"

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۱۱۵)

پس ان احادیث نبویہ سے واضح ہو چکا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب نصاب کے لیے زکوٰۃ کے ادا نہ کرنے کو سخت جرم قرار دے کر اس پر سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ اور وہ عورت نہایت ہی بدبخت ثابت ہوئی۔ کہ جس نے زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ سے دنیا میں بھی اپنے مال کو تباہ برباد کر دیا۔ اور آخرت میں بھی وہ اللہ تعالےٰ اور رسول پاک کے فرمان کے مطابق سخت عذاب میں مبتلا رہی۔ پس ایسی عورت خسر الدنیا والآخرۃ کی مصداق بنی۔ پس ان حالات میں ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت کی تمام وہ مستورات جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے نصاب زکوٰۃ کا مالک بنایا ہے وہ اپنے اس فرض کو بجا لائیں۔ اور اسلامی شریعت کی پابندی کرتے ہوئے اپنے مال (زیورات) کی زکوٰۃ ادا کریں اور اپنے آپ کو دنیاوی خسران اور اخروی عذاب سے بچانے والی قرار پائیں۔ چاندی کا نصاب ۵۲ تولہ ۶ ماشہ ہے اور زکوٰۃ کی شرح چالیسواں حصہ ہے۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔ اور زکوٰۃ کی شرح بھی چالیسواں حصہ ہے۔

(نظارت بیت المال ربوہ)

اطلاع وشکریۂ احباب

جامعۃ المبشرین ربوہ کی عمارت کے چندہ کے لئے مختلف اضلاع میں جن وفود کو بھجوایا گیا ہے۔ ان میں سے ضلع سیالکوٹ کا ایک وفد جو مکرم مولوی محمد شفیع صاحب اشرف مولوی فاضل کی قیادت میں گیا تھا ضلع سیالکوٹ کی امارت پوبلہ مہاراں اور دائرہ زیدکا کا دورہ ختم کر کے ربوہ واپس پہنچ چکا ہے۔ الحمد للّٰہ کہ احباب جماعت نے نہایت عمدہ اخلاص اور تعاون کا اظہار فرمایا۔ اور وفد کی مساعی بار آور ہوئیں۔ وفد کی رپورٹ کے مطابق مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب امیر حلقہ دائرہ زیدکا۔ مکرم چوہدری غلام محمد صاحب امیر حلقہ پوبلہ مہاراں اور مکرم حاجی خدا بخش صاحب نائب امیر خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اپنے حلقہ کی اکثر جماعتوں میں وفد کے اراکین کے ساتھ خود جا جا کر تحصیل چندہ کے لئے کوشش اور تحریک فرمائی۔ اسی طرح مکرم ڈاکٹر نور دین صاحب اور مکرم محمد ابراہیم صاحب صراف آف ابردلبھی۔ مکرم چوہدری عبد اللہ خان صاحب اور مکرم محمد امین صاحب قائد قلعہ صوبہ سنگھ۔ مکرم شیخ غلام رسول صاحب آف گھٹیالیاں اور مکرم رحمت علی آف گھنوکے ججہ اور بعض دیگر احباب نے بھی اپنی اپنی جماعتوں میں وفد کے ساتھ نہایت اچھے رنگ میں تعاون فرمایا ہے۔ میں اپنے ادارہ کی طرف سے ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر دے اور اسی طرح ضلع سیالکوٹ کی بقیہ جماعتوں کے احباب اور بالخصوص عہدیداروں سے بھی یہ امید اور توقع رکھتا ہوں۔ کہ وہ وفد کے اراکین کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ اور اس اہم تبلیغی ادارے کی اہم ترین ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہمت اخلاص اور مالی قربانی کا مظاہرہ کریں گے

وفد کے مقدم الذکر دو اراکین ۲۴ جولائی کو دوبارہ ربوہ سے روانہ ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اسلام اور احمدیت کی صحیح معنوں میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ملک سیف الرحمن پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ)

ولادت

برادرم شیخ نذیر احمد صاحب شفیع آف مورو گورو حال رخصتی ربوہ کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے تیسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس نے سعید احمد نام تجویز فرمایا ہے۔ مولوی شیخ محمد دین صاحب مختار عام کا پوتا اور حاجی محمد اسمٰعیل صاحب کا نواسہ ہے۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ مولود کو خدا تعالیٰ نیک اور خادم دین بنائے۔ آمین

(خاکسار شیخ فضل احمد گورنمنٹ کنٹریکٹر)

درخواست دعا

برادر عزیز ظہور الدین صاحب گوجرانوالہ کا لڑکا تیمورہ بچہ بعارضہ پیچش وغیرہ بیمار رہتے ہے۔ احباب کرام اس کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کریں ممنون ہوں گا۔

(عبد الرحیم معرفت فیروز الدین پال کمپ آر اے۔ الف ماڈل پولو کراچی)

فرقہ دارانہ رجحانات اور ان کی ہلاکت آفرینی (بقیہ صفحہ ۲)

یہ اعتقاد رکھ کر ملا خاتم النبیین کی تاویل کرنے میں قادیانیوں کے ساتھ ایک ہی سطح پر آجاتے ہیں۔ دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں جب یہ بات ہے تو پھر ایک کو کیوں مورد الزام قرار دیا جائے۔ اور دوسرے کو کیوں چھوڑ دیا جائے؟

حکومت اور مسلم لیگ

مجھے تعجب ہے کہ آخر گورنمنٹ اور لیگ کے لیڈر کیا سوچ رہے ہیں ہر شخص جانتا ہے کہ قائداعظم کبھی ایسے مضرت رساں ایجی ٹیشن کو برداشت نہ کرتے۔ کیونکہ یہ امر ان کا جزو ایمان تھا کہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے۔ اسکو مسلمانوں کے حقوق سے ہی نوازنا چاہیئے۔ آپ کی زندگی میں قادیانیوں کو مسلم لیگ سے نکال دینے کی ایک کوشش کی گئی تھی۔ مگر آپ کی زبردست شخصیت کے ہاتھوں یہ تحریک سختی کے ساتھ کچل دی گئی۔

سیاسی مقاصد

یہ ایجی ٹیشن بلاشبہ بعض سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے چلائی جارہی ہے۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ ۱۰-۱۱ جولائی ۱۹۵۲ء کے دو اداریوں میں موجودہ تحریک کے (اندرونی) مقاصد کو کھلے طور پر آشکارا کر دیا گیا ہے۔ میں ان پر کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن میں پاکستان کے صحیح الفہم حضرات کے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ کہ تمام مہذب دنیا آپ کے وزیر خارجہ کو انتہائی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے؟ تمام دنیا کی متفقہ رائے ہے۔ کہ ظفر اللہ خان نے متعدد معاملات میں اپنے ملک کی اس زور، بے لاگ پن صفائی۔ سنجیدگی اور معقولیت سے وکالت کی ہے کہ اس نے تمام دنیا کی رائے کو پاکستان کا ہمنوا بنایا۔ دنیا کے عظیم المرتبت لوگوں نے اس کی عظیم الشان شخصیت، اس کی نورانی بصیرت۔ اس کی عام فہم منطق اور پُر زور انداز بیان اور مقاصد کی سنجیدگی کو خراج تحسین ادا نہیں کیا؟ اسلامی ممالک خصوصاً عربی دنیا میں اسکو ایک ہیرو کا درجہ حاصل ہے۔ وہ اقوام متحدہ میں ان کی طرف سے جو بھی لڑائی لڑتا ہے۔ ان کے بوجھ اپنے سر پر اٹھاتا ہے۔ ان کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے۔ اور ان کے مقاصد کی اس انداز میں ترجمانی کرتا ہے۔ جس کا نظارہ انہوں نے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ ایسی عظیم شخصیت کی برطرفی کا مطالبہ اگر (مملکت کے) دوستوں کی طرف سے ہے۔ تو یہ امر ان کی خودکشی کے مترادف ہے۔ اور اگر چھپے دشمنوں کی طرف سے ہے۔ تو غداری کی بدترین مثال ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے اپنی صحت اور دولت کی قربانی دیکر اسلام اور پاکستان کی قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور اس طرح ایثار کا ایک بہترین نمونہ قائم کر دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ پانچ سال کی ان تھک اور بے لوث خدمت اور ملک کے لئے اپنے آپ کو ہمہ تن وقف کر دینے کا بدلہ قوم کی طرف سے اسکو گالیوں تہمتوں اور لعنت وملامت کی شکل میں مل رہا ہے۔ اے احسان فراموشی! تیرا وجود عصبیت کا مرہون منت ہے۔

اس ملک کے لوگوں کو غور سے مصری اخبارات کے وہ تبصرے پڑھنے چاہئیں۔ جن میں انہوں نے ہمارے وزیر خارجہ کی عظیم شخصیت کی تعریف میں اپنا سارا زور صرف کر دیا ہے ان تبصروں کو پڑھ کر ہمارے پنجابی اخبارات کو اپنے سر شرم اور ذلت سے جھکا لینے چاہئیں۔ ظفر اللہ ایک عظیم مسلمان ایک محب وطن پاکستانی اور ایک مثالی پنجابی ہے۔ ایسے موقعہ پر اسکو بدنام کرنا انتہائی کمینگی ہے۔ جبکہ ملک کو اس کی خدمات کی سخت ضرورت ہے۔ اور ہندوستان کے ساتھ اپنے جھگڑوں کے سلسلہ میں ملک کی نمائندگی کرنے کے لئے سب کی نظریں اسی کی طرف اٹھتی ہیں۔

ایک تجویز

میں ان لوگوں کے سامنے جنہیں سنجیدگی سے اس بات کا یقین ہے۔ کہ اسلام کا مفاد اسی میں ہے کہ قادیانی مذہب کو زیر کیا جائے۔ ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ وہ رائے عامہ کو ہموار کریں اور تبلیغ اسلام کے لئے ایک عالمگیر تحریک شروع کریں۔ کیونکہ صرف اسلام ہی ہے۔ جو موجودہ نظریاتی جنگ وجدل میں جس نے دنیا کو دو طاقتور مخالف کیمپوں میں تقسیم کر رکھا ہے انسانیت کے انفرادی۔ قومی اور بین الاقوامی مسائل کو حل کر سکتا ہے۔ وہ اسلامی لٹریچر کو وسیع پیمانے پر پھیلائیں۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کی جدید طرز سے تفسیریں لکھیں۔ اور پھر ان کو مشرق ومغرب میں پہونچائیں۔ مخالفین احمدیت دنیا میں اسلامی مشنوں کے نئے نئے مرکز کھولیں (خوب اچھی طرح یاد رکھو) گالیوں سے نہیں بلکہ عمل سے ہی قادیانیوں کو نیچا دکھایا جا سکتا ہے۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ اسلامی دنیا میں صرف قادیانی فرقہ ہی ایسا ہے جو باوجود دوسرے تمام فرقوں کی مخالفت کے خدا تعالیٰ اور اسکے رسول کے نام کو دنیا میں پھیلانے کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ اور صرف اکیلا یہی فرقہ ہمارے علماء کی نظروں میں دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۲ جولائی ۱۹۵۳ء)

جامعہ احمدیہ احمد نگر ربوہ کا شاندار سالانہ نتیجہ

امسال مولوی فاضل کے امتحان میں جامعہ احمدیہ ربوہ کے حسب ذیل طلباء کامیاب ہوئے ہیں۔ ان کے حاصل کردہ نمبر بھی ساتھ ہی درج ہیں:

نام	نمبر
(۱) سید عبدالحی صاحب (یونیورسٹی بھر میں اول)	۵۲۵
(۲) محمد بشیر صاحب شاد	۴۲۶
(۳) سلطان محمود صاحب انور	۳۹۷
(۴) محمد سلطان صاحب اکبر	۳۹۳
(۵) حیات عمر صاحب	۳۶۰
(۶) میاں محمد سعید صاحب درد	۳۴۹
(۷) مرزا عبدالحق صاحب	۳۴۸
(۸) محمد افضل صاحب فاروقی	۳۴۷
(۹) شیخ رشید احمد صاحب اسحاق	۳۳۸
(۱۰) غلام نبی صاحب گجراتی	۳۳۳
(۱۱) چوہدری منیر احمد صاحب عارف	۳۱۱
(۱۲) ملک عزیز احمد صاحب	۲۸۰
(۱۳) عبدالرشید صاحب جالندھری	۲۷۳
(۱۴) حافظ محمد اعظم صاحب	۲۷۱
(۱۵) راجہ نذیر احمد صاحب	

(کیمپارٹمنٹ در جواب مضمون)

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کامیاب ہونے والے اصحاب کے لئے یہ کامیابی ہر طرح سے بابرکت کرے اور انہیں خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے آمین (پرنسپل)

جامعہ نصرت کالج ربوہ میں داخلہ

گرمیوں کی تعطیلات کے بعد انشاء اللہ جامعہ نصرت ربوہ ۱۳ ستمبر کو کھلے گا۔ اور فرسٹ ایر میں داخلہ دس دن تک جاری رہے گا۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنی بچیوں کو اپنے کالج میں داخل کروائیں۔ تاکہ وہ بری صحبتوں سے محفوظ رہ کر دینی اور دنیوی تعلیم حاصل کر سکیں۔

پراسپیکٹس جامعہ نصرت ربوہ کو لکھ کر منگوائے جا سکتے ہیں۔ کالج کے ساتھ ہوسٹل کا بھی انتظام ہے۔

مریم صدیقہ ڈائریکٹرس جامعہ نصرت (ربوہ)

دعائے مغفرت

(۱) میرا بچہ عبدالمنان خان کل مورخہ ۲۲/۷/۵۲ کو قریباً ۲ بجے رات ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون احباب اس کی مغفرت اور صبر جمیل کے لئے دعا فرمائیں

عبدالحمید فن شوق لاہور

(۲) شیخ محمد شریف صاحب تاجر بدوملہی کا چھوٹا بچہ جو ۱۱/۷/۵۲ کو پیدا ہوا تھا۔ مورخہ ۱۹/۷/۵۲ کو بروز ہفتہ بعد دوپہر فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب کرام نعم البدل اور صبر جمیل کے لئے دعا کریں۔